از عبداللہ سید کوٹی ندوی

قسط دوم

علامہ برہان الدین مرغینانی
صاحبِ ہدایہ

دورِ طالب علمی پر ایک سرسری نظر

طلبِ علم کی راہ میں صاحبِ ہدایہ نے اپنے زمانہ کے مشہور علمی و دینی مراکز کا سفر کیا۔ اور اپنے وقت کے مشاہیر علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ ان کا حافظہ ایسا تھا کہ بچپن میں جو کچھ یاد کر لیا وہ آخر عمر تک محفوظ رہا[1] وہ اپنی ذہنی و اخلاقی خوبیوں کی وجہ سے اپنے اساتذہ کے یہاں بھی لائق تحسین اور قابلِ تعریف قرار پائے۔ شیخ الاسلام اسبیجابی نے انہیں افتاء کی سند دی۔ تو اس میں ان کے بارے میں تحسین کے الفاظ یاد فرمائے اور تفصیل سے ان کی خوبیوں کا ذکر کیا[2]

برہان الائمہ الصدر الشہید، دورِ طالب علمی میں صاحبِ ہدایہ کا بے حد اکرام کرتے اور اپنے خاص خاص اسباق میں بھی ان کو اپنے مخصوص تلامذہ میں شمار کرتے اور وہ جہاں ضرورت سمجھتے اپنے اساتذہ کے سامنے بحث و تحقیق سے کام لیتے تھے[3]

انہوں نے عربی اور فارسی[4] زبان و ادب، نحو و صرف اور علوم بلاغت و بیان، اصول فلسفہ و علم کلام۔ فقہ و حدیث، تربیت افتاء و تدریس اور فنونِ خلافیات و مناظرہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ ان کے ایک عزیز قیس بن اسحاق مرغینانی کا انتقال ۵۲۳ھ میں ہوا۔ صاحبِ ہدایہ کی عمر اس وقت ۱۵-۱۶ برس کی تھی۔ ملاقات اس سے بھی پہلے ہوئی ہوگی۔ انہوں نے صاحبِ ہدایہ کو عربی اشعار کے ذریعہ اپنا مخاطب بنایا۔ ان کے اساتذہ میں الصدر الشہید کا انتقال ۵۳۶ھ اور الاسبیجابی کا انتقال ۵۳۷ھ میں ہوا ہے۔ جب کہ وہ ۲۵-۲۶ برس کے رہے ہوں گے۔ اور زمانہ تلمذ تو یقیناً اس سے قبل کا ہے ان حضرات سے مذکورہ علوم کی تحصیل اور عنفوانِ شباب ہی میں تعلیمی مراحل سے فراغت پا لینے کے باوجود وہ ایک سچے طالب علم کی طرح، اصحابِ کمال سے استفادہ کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ خاص طور پر حدیث شریف سے ان

---

[1] الجواہر ج ۱ ص ۳۶۰ [2] ایضاً ج ۱ ص ۱۴۳ [3] ایضاً ج ۱ ص ۱۹۰ [4] التجنیس کے مختلف اوراق

کے تعلیمی شغف اور اس فن کی اسنادِ عالیہ کے حصول کی کوششوں کا ۵۴۴ھ تک سراغ ملتا ہے جب کہ ان کی عمر ۳۴ برس کی تھی۔ حدیث و فقہ کی بعض خاص خاص کتابوں کا انہوں نے ایک سے زیادہ اساتذہ سے درس لیا ہے۔ اسی لئے علامہ جمال الدین بن مالک نے یہ رائے دی ہے کہ صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی آٹھ علوم کے ماہر تھے[1]

وہ اپنے اساتذہ کی خصوصی توجہات کا مرکز رہے۔ چنانچہ اساتذہ نے اپنے اپنے دستِ خاص سے اسنادِ تعلیمی لکھ کر عنایت فرمائیں۔ الامام الزاہد محمد بن ابی بکر الخطیب البوسنجی نے التفسیر الوسیط للواحدی کا ایک نسخہ خود نقل کر کے ان کے سپرد کیا[2] ان کے اساتذہ میں وہ بھی ہیں جو اپنے تدین اخلاص ذکر و عبادت اور للہیت کی بنا پر "الزاہد" ہی کے لقب سے معروف تھے۔ مثلاً امام ابوبکر بن زیاد الزاہد الخطیب۔ ابوبکر بن حاتم الرشدائی۔ الامام الحکیم الزاہد وغیرہ اس نسبتِ تلمذ سے مؤلف ہدایہ کے ذہن و ذوق اور افتادِ طبع کی بھی نشو و نما اچھی طرح ہوئی۔

ان کے اساتذہ پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کو چار چار واسطوں سے امام بخاری و امام مسلم، پانچ واسطوں سے امام ترمذی اور نو واسطوں سے امام ابوحنیفہ اور ایک واسطہ سے امام سرخسی اور امام ابوالحسن بزدوی کی شاگردی اور ان کی کتب و روایت حدیث کی اجازت کا شرف حاصل رہا ہے۔ ان کے اساتذہ میں امام ابوحفص عمر بن محمد نسفی (م ۵۳۷ھ) کو ۵۰۰ اساتذہ سے روایت حدیث حاصل تھی۔ جن کے انتقال کے وقت صاحب ہدایہ ۲۶ برس کے تھے۔ اور ان سے تلمذ کا زمانہ یقیناً اس سے بھی پہلے کا ہے۔ کیونکہ شیخ اسبیجابی سے ان کو ۵۳۰ھ یا اس سے بھی پہلے تلمذ حاصل ہو چکا تھا۔ اور سمرقند میں صاحب ہدایہ کی آمد، مرغینان میں ان کے نانا کے انتقال کے بعد ہی ان کی طالب علمی کے دوسرے دور میں ہوئی تھی۔

عام کمالات | علامہ مرغینانی مختلف علوم کے جامع، فقیہ، محدث، محقق، صاحب نظر عالم، ورِ دقیقہ رس امام، زاہد و عابد۔ اصولِ شریعت میں باکمال، علوم عربیت میں ماہر ادیب و شاعر تھے۔ علم و ادب میں ان کا مثل نظر نہیں آتا۔ خلافیات میں انہیں بڑی مہارت تھی۔ اور حنفی مسلک پر انہیں کامل عبور تھا[3]

ان کے معاصر ائمہ، امام زین الدین العتابی[4] امام فخر الدین قاضی خان محیط اور ذخیرہ کے مؤلف الصدر الامام محمود بن احمد بن عبدالعزیز اور فتاویٰ ظہیریہ کے مؤلف ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری[5] وغیرہ نے امام برہان الدین مرغینانی کے فضل و مرتبہ کا اعتراف کیا ہے۔ وہ بہت جلد اپنے علم و تبحر کی وجہ سے اپنے شیوخ اور اقران سے بھی فائق ہو گئے۔ اور ہدایہ اور کفایۃ المنتہی کی تصنیف کے بعد لوگوں کی نظروں میں اور بلند ہو گئے[6]

ادب و شاعری | وہ عربی زبان کے ادیب و شاعر تھے۔ عربی زبان میں ان کی مہارت اور کمال انشا پردازی کا ثبوت

---

[1] الجواہر ج ۱ ص ۳۸۴ [2] ایضاً ج ۱ ص ۳۵ [3] الفوائد البہیۃ ص ۱۴۱ [4] الجواہر ج ۱ ص ۳۴۲ [5] الفوائد ص ۱۴۱ [6] الجواہر ج ۱ ص ۳۸۳

ان کی تصنیفات خصوصاً ہدایہ ہے۔ ان کے شعری کمال کے بارے میں زیادہ تفصیلات نہیں ملتیں۔ ان کے شاگرد برہان اسلام زرنوجی نے اپنی کتاب تعلیم المتعلم کی دوسری فصل میں لکھا ہے کہ میرے استاد اور جلیل القدر امام نے ایک بار یہ شعر سنایا۔

فساد كبير عالم متهتك — وأكبر منه جاهل متنسك

هما فتنة في العالمين عظيمة — لمن بهما في دينه متمسك

دین کے بارے میں بے عمل عالم کا وجود بہت بڑا فتنہ ہے اور اس سے بھی بڑا فتنہ جاہل عبادت گذار ہے دنیا میں یہ دونوں اس شخص کے لئے بہت بڑا فتنہ ہیں۔ دور طالب علمی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بہت سے ایسے اساتذہ ہیں جن سے میں استفادہ نہیں کر سکا۔ اور اس نقصان پر یہ شعر پڑھتا ہوں ؎

لهفي على فوت ... الليالي لهفي — ما كل مافات ويبقى يلغي

زمانہ کی دی ہوئی فرصت کے ضائع ہو جانے پر افسوس ہے ورنہ جو لوگ رہ گئے وہ ایسے نہ تھے کہ ان کو چھوڑ دیا جاتا۔

علامہ برہان الدین نے اپنے معجم الشیوخ میں اپنے نانا عمر بن حبیب (الجواہر ۱/۳۹۰) شیخ عمر نسفی (۱/۳۹۲) شیخ ابوبکر بن حاتم رشدانی (۲/۲۰۲) شیخ ابوبکر بن زیاد مرغینانی (۲/۳۴۳) اور شیخ عبداللہ بن ابی الفتح الخانقاہی المرغینانی (۱/۲۸۱) کے اشعار نقل کئے ہیں۔ ایک بار ان کے استاد امام ضیاء الدین صاعد بن اسعد مرغینانی نے اپنے والد کا یہ شعر سنایا۔

اذا ضاق بي ذرع الكرام ولم اجد — تحولت عن تلك الديار واهلها

جب اہل کرم کے ہاتھ میرے لئے تنگ ہو جاتے ہیں اور بے نیل و مرام رہ جاتا ہوں تو میں اس علاقہ اور وہاں کے باشندوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہوں۔

مؤلف ہدایہ اپنے معجم الشیوخ میں مندرجہ بالا شعر کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ معنی و مفہوم کے اعتبار سے مجھے مذکورہ شعر کے مقابلہ میں کسی شاعر کا درج ذیل شعر زیادہ پسند ہے۔

اذا كنت في دار يهينك اهلها — ولم تك مكبولا بها فتحول[1]

جس مقام کے باشندے تم کو کمتر سمجھیں اور تم ان کے لئے پسندیدہ خاطر نہ ہو تو اس جگہ سے کنارہ کش ہو جاؤ

زہد و تقویٰ اور فراست ایمانی

شیخ الاسلام برہان الدین، ہدایہ کی تصنیف میں تیرہ برس مصروف رہے اس دوران وہ پابندی سے روزہ رکھتے اور اس بات کے لئے کوشاں رہتے کہ کسی کو ان کے روزہ کی خبر نہ ہو ان کے اسی زہد و تقویٰ کا اثر ہے کہ ان کی یہ کتاب اہل علم میں مقبول ہوئی[2]

اس کی تصنیف کے زمانہ میں خادم کھانا لاتا تو اسے رکھ کر چلے جانے کا حکم دیتے اور کھانا کسی طالب علم یا مہمان کو کھلا

---

[1] الجواہر ۱/۳۶۰ [2] کشف الظنون نمبر ۲۰۳۲

دیتے۔ خادم آکر برتنوں کو خالی پاتا تو یہ سمجھتا کہ آپ نے تناول فرما لیا ہے۔[۱]

صاحب ہدایہ کے سوانحی حالات کی کمیابی کی ایک وجہ غالباً ان کی یہی اخفاپسندی بھی ہے۔ اتباعِ سنّت کے سلسلے میں اکابر فقہاء محدثین کا یہ معمول رہا ہے کہ جن امور سے متعلق قوی روایت نہ ہوتی ضعیف روایت ہی ملتی۔ یہ حضرات عام حالات میں اپنے ذوق و قیاس کے مقابلہ میں اس ضعیف روایت پر عمل کو ترجیح دیتے چنانچہ مؤلف ہدایہ کے بارے میں ان کے ایک شاگرد برہان الاسلام زرنوجی اپنی کتاب تعلیم المتعلم میں لکھتے ہیں کہ وہ اپنے طلبہ کے اسباق کا آغاز چہارشنبہ کے انتظار میں روکے رہتے اور اس بارے میں ایک حدیث شریف بھی روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

"جو کام بدھ کے دن شروع کیا جائے وہ پورا ہو کر رہتا ہے"[۲]

مولانا فرنگی محلی نے اس روایت پر الفوائد البہیۃ میں تفصیل سے بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ اس حدیث کے مفہوم کی صحیح الاسناد روایات سے بھی تائید ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ مؤلف ہدایہ کے اس طرزِ عمل کی وجہ سے ہندوستان کے مدارس میں بھی چہارشنبہ سے آغازِ درس کا معمول ہو گیا۔[۳]

صاحب ہدایہ کی فراستِ ایمانی کا ایک عجیب واقعہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے شیخ برہان الدین بلخی سے متعلق نقل کیا ہے۔ مولانا برہان الدین بلخی کہتے ہیں کہ میں تقریباً پانچ برس کا خوردسال بچہ تھا اور اپنے والد کے ہمراہ کہیں جا رہا تھا سامنے سے صاحب ہدایہ مولانا برہان الدین مرغینانی کی سواری آئی۔ میرے والد ہجوم کی وجہ سے دوسرے راستہ پر پڑ گئے۔ شیخ کی سواری قریب آئی تو میں نے بڑھ کر سلام کیا۔ انہوں نے میری طرف تیز نظروں سے دیکھا اور فرمایا کہ مجھے اس بچہ میں نورِ علم نظر آتا ہے۔ یہ بات سن کر میں ان کے آگے آگے چلنے لگا۔ پھر فرمایا۔ خدا مجھ سے یہ کہلواتا ہے کہ یہ بچہ اپنے عہد میں علامۂ زماں ہو گا۔[۴]

میں نے یہ بات سنی اور شیخ کی سواری کے ساتھ چل پڑا۔ پھر فرمایا کہ

"خدا مجھ سے یہ کہلواتا ہے کہ یہ لڑکا اس قدر عظیم ہو گا کہ بادشاہ اس کے دروازہ پر حاضری دیں گے۔"[۵]

برہان الدین محمود بن ابوالخیر بلخی (م ۶۸۷ھ) سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد کے اکابر علماء میں سے تھے۔ فقہ و حدیث، اور دیگر علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع فنون رسمیہ و عرفیہ کے ماہر، اور ادیب و شاعر تھے۔ امام صغانی سے مشارق الانوار کا براہِ راست درس لیا تھا۔ حوض شمسی (دہلی) کے شرقی جانب ان کی قبر ہے۔

نقہ کی طرف توجہ کا اصل سبب | علامہ برہان الدین کا اصل فن حدیث و فقہ تھا۔ جس میں انہوں نے غیر معمولی کمال

---

[۱] مقدمۃ الہدایہ ص ۳ [۲] الجواہر ج ۱ ص ۳۸۴ [۳] الفوائد ص ۱۸۵ [۴] فوائد الفوائد فارسی ص ۲۰۶ مطبوعہ لاہور [۵] ایضاً

[۱] ردالمحتار ج ۱ ص ۲۸ [۲] مناقب ابی حنیفہ (ذیل الجواہر المضیئۃ ج ۲ ص ۵۹ ۵)

حاصل کیا۔ اور ہدایہ جیسی عظیم کتاب تالیف فرمائی۔ فقہ کی طرف ان کی توجہ کا ایک خاص سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے جد مادری کی آغوش شفقت میں اپنی تعلیم کا آغاز کیا تھا۔ جو فقہ و کلام کے متبحر عالم اور امام سرخسی کے براہ راست شاگرد تھے اور انہوں نے صاحب ہدایہ کو یہ نصیحت کی تھی کہ

تعلم یا بُنی العلم وافقہ   وکن فی الفقہ ذا جد ورائی

ولا تلک مثل حبال تراہ   علی مر الزمان الی ورائی[1]

۱۔ اے بیٹے علم سیکھو اور اس میں سمجھ پیدا کرو اور فقہ کے بارے میں خاص طور پر غور و فکر اور محنت سے کام لو۔

۲۔ میں نے تمہاری اس وقت پرورش اور پرداخت کی ہے جب تم نحیف و نزار تھے جیسے رسیاں کہ وہ پھر دوبارہ کمزور ہونے لگتی ہیں۔

اس کے علاوہ ان کے استاد شیخ ظہیر الدین (زیاد بن الیاس ابوالمعالی) جو براہ راست امام ابوالحسن بزدوی کے شاگرد تھے۔ ان سے استفادہ کرنے کے لئے قاضی محمد بن فضل اصبہانی نے صاحب ہدایہ کو بطور خاص درج ذیل اشعار کے ذریعہ تاکید اور نصیحت کی تھی۔

اسعد فقد نلت لقیا افضل الناس   ابی المعالی زیاد نجل الیاس

تم خوش قسمت ہو کہ لوگوں میں سب سے بہتر آدمی الیاس کے فرزند زیاد ابوالمعالی سے تمہاری ملاقات ہو گئی ہے

وانزل بنادیہ تلقی المجد مبتسما   والفضل فی نفحات الورد والآس

ان کی مجلسوں میں وقت گذارو مہکتی اور نسیم ریز ہواؤں میں تم عزت اور شرف پاؤ گے۔

ولذبہ من زمان جائر نکد   فما بجرح اللیالی غیرہ آسی

زمانہ کی ستم رانیوں سے بچنے کے لئے ان کی پناہ لو۔ اس لئے کہ زمانہ کے زخموں پر وہی غم خواری کریں گے۔

ان لم تحط بھداہ فی فضائلہ   فقسہ فالشیئ قد یدری بمقیاس

فضائل و مناقب میں ان کا احاطہ نہ کر سکو تو بھی ان کی مثال سامنے رکھو پیمانہ سے ہر ایک چیز کو سمجھا جا سکتا ہے

جود البرامکہ فی نطق بن ساعدہ   فی حکم احنف فی فضل بن عباس[2]

وہ برامکہ کی طرح سخی، ابن ساعدہ جیسے فصیح، احنف کی طرح متصف اور ابن عباس کی طرح فضل والے ہیں

صاحب ہدایہ کے معاصرین اور فقہ میں علامہ مرغینانی کا مقام

ماوراء النہر اور عالم اسلام کے دوسرے حصوں میں صاحب ہدایہ کے اہم معاصر علماء یہ ہیں۔

۱؎ الجواہر ج ۱ ص ۳۹۰   ۲؎ ایضاً ص ۲۴۶

احناف میں امام ابوبکر بن مسعود کاسانی مصنف البدائع والصنائع (م ۵۸۷ھ) امام فخر الدین حسن قاضی خان مؤلف فتاوی وغیرہ (م ۵۹۲ھ) شافعی علماء میں امام ابراہیم ابن منصور عراقی مصری شارح المہذب م ۵۹۶ھ اور علامہ ابن ابی عصرون تمیمی موصلی مؤلف صفوۃ المذہب (م ۵۸۳ھ) اور مالکی علماء میں علامہ محمد بن رشد مؤلف بدایۃ المجتہد (م ۵۹۵ھ)

علامہ ابن رشد اگرچہ مالکی مسلک کے پیرو ہیں لیکن انہوں نے بدایۃ المجتہد میں تمام مذاہب فقیہہ کے دلائل اور ان کے طریقۂ استنباط سے بحث کی ہے ان کی بحثوں کا انداز مجتہدانہ ہے۔ پھر بھی وہ اپنی اس کتاب میں فقیہ کے بجائے ایک محدث کی حیثیت سے زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں۔ صاحب ہدایہ نے بھی، علامہ ابن رشد کی طرح فقہ کے دیگر مکاتب فکر اور ان کے دلائل بیان کئے ہیں۔ لیکن ان کا نام ابن رشد کے مقابلہ میں تین حیثیتوں سے ممتاز نظر آتا ہے۔

۱۔ خالص قانونی اور فقہی ترتیب اور انداز بیان۔

۲۔ قرآن وحدیث اور اصول اجتہاد کی روشنی میں فقہ حنفی کی ترجیح

۳۔ نقلی دلائل کے ساتھ ہی عقلی دلیلوں اور امور عامہ سے استدلال۔

مولانا انور کشمیری فرماتے تھے کہ صاحب ہدایہ کا درجہ اس قدر بلند ہے کہ درمختار کے مؤلف جیسے ہزار فقیہ بھی ان کے مقام بلند تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہدایہ کے مؤلف فقیہ النفس ہیں جن کا سینہ علم ومعرفت کا گنجینہ ہے اور درمختار کے مؤلف کا علم اوراق وکتب کا مرہون منت ہے ع

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

(مقدمۃ نصب الرایہ ص ۱۴)

اجتہاد، تخریج، ترجیح، اور جمع وتدوین مسائل کے لحاظ سے اہل فقہ نے فقہا کی درجہ بندی کی ہے جس سے ان کے مقام ومرتبہ کے تعین میں آسانی ہو جاتی ہے۔

شیخ احمد بن سلیمان بن کمال پاشا (م ۹۴۰ھ) علامہ ابن عابدین شامی کے نزدیک[۱] امام جلال الدین سیوطی سے زیادہ دقیقہ رس اور صاحب فہم ونظر عالم تھے۔ اور متاخر فقہاء احناف میں ان کی آراء وتحقیقات کو نظر اعتبار سے دیکھا گیا ہے۔ ابن کمال پاشا نے اپنے ایک "رسالۃ الوقف" میں فقہاء کی جو درجہ بندی کی ہے اس کو علی القاری نے اپنی کتاب مناقب ابی حنیفہ میں نقل کیا ہے[۲]۔ ہم یہاں اس کے خلاصہ ہی پر اکتفا کریں گے۔ وہ لکھتے ہیں:-

---

[۱] ردالمختار ج ۱ ص ۲۸ [۲] مناقب ابی حنیفہ (ذیل الجواہر المفیئۃ ج ۲ ص ۵۵۹)

علامہ ابن کمال پاشا نے فقہا کو سات طبقوں میں تقسیم کیا ہے :-

۱- مجتہدین فی الشرع ، جن کو مجتہد مستقل بھی کہتے ہیں جیسے ائمہ اربعہ
۲- مجتہدین فی المذہب ، جن کو مجتہد منتسب بھی کہا جاتا ہے جیسے امام ابو یوسفؒ ، امام محمدؒ اور امام مزنیؒ وغیرہ
۳- مجتہدین فی المسائل ، جیسے خصاف ، ابو جعفر طحاوی ، ابو الحسن کرخی ، شمس الائمہ سرخسی ، شمس الائمہ حلوانی ، فخر الاسلام بزدوی ، فخر الدین قاضی خان وغیرہ -
۴- اصحاب تخریج - جیسے امام ابو بکر جصاص رازی وغیرہ -
۵- اصحاب ترجیح - جیسے امام ابو الحسن قدوری - امام برہان الدین مرغینانی مؤلف ہدایہ وغیرہ
۶- اصحاب تمیز و تصحیح - مثلاً کنز ، در مختار ، وقایہ و مجمعؒ وغیرہ کے مؤلفین -
۷- مقلدین غیر متمیزین جن کے لئے قوی اور ضعیف میں تمیز اور وجوہ تصحیح کو سمجھنا اور پرکھنا دشوار ہے -

مذکورہ بالا تقسیم میں قاضی خاں کو تیسری قسم میں اور صاحب ہدایہ کو پانچویں قسم میں شمار کیا گیا ہے - لیکن مولانا عبد الحئی فرنگی محلی لکھتے ہیں کہ :-

" مذکورہ بالا تقسیم پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ صاحب ہدایہ کسی طرح بھی قاضی خان سے کم نہیں دلائل کی پرکھ اور مسائل کے استنباط میں ، صاحب ہدایہ واقعی کتنے بلند ہیں - اس لئے وہ اجتہاد فی المذہب کے رتبہ کے زیادہ مستحق ہیں - اور مجتہدین فی المذہب میں ان کو شمار کرنا ہی قرین عقل ہے "

مولانا فرنگی محلی نے صاحب ہدایہ کو دوسرے طبقہ مجتہدین فی المذہب " یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ کی صف میں جگہ دی ہے لیکن یہ بات محل نظر ہے - مفتی احمد بن کمال پاشا نے دوسرے طبقہ کے بارے میں یہ لکھا ہے :-

دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب کا ہے ، جیسے ابو یوسفؒ ، محمدؒ اور باقی تلامذہ ابو حنیفہؒ یہ لوگ قرآن و حدیث اور اجماع و قیاس سے ان اصول کی روشنی میں مسائل کا استنباط کرتے ہیں جو امام ابو حنیفہ نے مقرر کر دئے ہیں - انہوں نے اگرچہ بعض فروعی مسائل میں امام سے اختلاف کیا ہے - لیکن بنیادی اصول میں وہ امام کی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح وہ امام شافعیؒ وغیرہ سے مختلف ہو جاتے ہیں - اس لئے کہ امام شافعیؒ اور ان کی طرح کے دوسرے ائمہ ، امام ابو حنیفہؒ سے صرف اصول ہی میں نہیں بلکہ مسائل اور فروع میں بھی اختلاف رکھتے ہیں

لہ معجم المصنفین ج ا ص ۱۵۴ لہ سے مراد مجمع البحرین ہے

علامہ مرغینانی کی تصنیفات ہدایہ وغیرہ کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اصول و فروع دونوں میں اپنا استقلال ظاہر نہیں کیا۔ اس لئے ان کو مجتہدین فی المذہب کے طبقہ میں شمار کیا جانا درست نہیں۔ وہ تو مجتہدین فی المسائل یعنی تیسرے طبقہ تک کی تصریحات کے پابند نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ رائے جس میں دو پہلوؤں میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ واضح نہ ہو یا ایسا مبہم حکم جس میں دو باتوں کا احتمال نکلتا ہو۔ اس میں تفصیل وتبیین بھی (جو چوتھے طبقہ یعنی اصحاب تخریج کی خصوصیت ہے) صاحب ہدایہ خود نہیں کرتے بلکہ کذا فی تخریج الکرخی اور کذا فی تخریج الرازی وغیرہ جیسے الفاظ کے ذریعہ دوسروں ہی کی تخریجات نقل کر دیتے ہیں۔

ان کے یہاں اوفق للقیاس و ہذا ارفق للناس کے الفاظ بکثرت ملتے ہیں۔ جو اس بات کا قطعی ثبوت ہیں کہ وہ اصحاب ترجیح میں سے ہیں اور جن مسائل میں ائمہ اجتہاد یا اصحاب تخریج کی کئی روایتیں منقول ہیں۔ صاحب ہدایہ ان میں سے کسی ایک رائے کی ترجیح واضح کر دیتے ہیں۔ اور کہیں کہیں وجوہ ترجیح کی طرف اشارہ بھی فرما دیتے ہیں۔

شیخ شہاب الدین ابن برہان الدین مرجانی (م ۱۳۰۶ھ قازان) اپنی کتاب (ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق) میں لکھتے ہیں کہ

> صاحب ہدایہ کا مقام قاضی خاں سے فروتر نہیں۔ صاحب ہدایہ کی تو امام فخر الدین قاضی خاں وغیرہ نے بھی تعریف کی ہے اور یہ اقرار کیا ہے کہ وہ اپنے شیوخ اور ہم زمانہ لوگوں پر تفوق اور امتیاز رکھتے تھے۔ اس لئے صاحب ہدایہ کو قاضی خاں کے مقابلہ میں فروتر حیثیت (پانچویں طبقہ میں) دینا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اجتہاد، اس کے اصول اور طریقہ کار کے معاملہ میں صاحب ہدایہ، قاضی خاں سے بڑھ کر ہیں۔[1]

لیکن شیخ مرجانی کی اس گفتگو سے صرف اتنا واضح ہوتا ہے کہ قاضی خاں کو تیسرے طبقہ میں شمار کرنا ہی اصل میں محل نزاع ہے۔ اس موقع پر ہمیں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ فقہائے احناف نے چوتھی صدی ہجری کے بعد کیا اجتہاد فی الشرع یا اجتہاد فی المذہب کا طریقہ اختیار کیا تھا۔ یا یہ کہ انہوں نے صرف اپنے ائمہ کے اصول و فروع کے مطابق تخریج اور ترجیح ہی کی راہ اختیار کی تھی۔ علامہ طاش کبری زادہ (م ۹۶۲ھ) اپنی کتاب مفتاح السعادہ میں لکھتے ہیں کہ

> "قدیم فقہا جو دوسری اور چوتھی صدی ہجری کے درمیان ہوئے ان میں اجتہاد اور ترجیح کا پہلو غالب ہے۔ اور متاخر فقہا جو چوتھی صدی ہجری کے بعد ہوئے ان

۱؎ حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی ص ۹۲ لکوثری مطبوعہ قاہرہ ۱۳۶۸ھ

۱؎ الجواہر ج ۲ ص ۹۹ ۲؎ الفوائد البہیۃ ص ۵۷ ۳؎ عجائب المقدور فی اخبار تیمور۔ تاریخ تیموری ص ۲۶۶ ۴؎ الجواہر ج ۱ ص ۴

میں صرف ترجیح ہی کو وصف غالب کی حیثیت حاصل ہے۔[1]

اس لئے چوتھے اور پانچویں طبقے میں شمار کئے جانے والے اکابر فقہاء بھی، اگرچہ کبھی اجتہاد فی المسائل بھی کرتے رہے ہوں مگر ان پر تخریج اور ترجیح کا فقہی رنگ ہی غالب اور نمایاں تھا جس طرح کہ وہ لوگ جن کو تیسرے طبقہ میں شمار کیا گیا ہے۔ ان کا بھی وصف غالب یہی ہے۔ اس لئے ان تینوں طبقات کی تقسیم یا ان میں فرق مراتب کی ضرورت نہ تھی۔ تینوں کو با آسانی مجتہدین فی المسائل کے طبقہ سوم میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

تلامذہ و مستفیدین | قرشی نے لکھا ہے کہ علامہ مرغینانی کے ذریعہ ماوراء النہر (جس کا ایک صوبہ فرغانہ بھی تھا) میں حنفی فقہ کی نشر و اشاعت ہوئی۔ اور کثیر تعداد نے ان سے استفادہ اور ان کی تعلیم و تدریس کے ذریعہ کمال پیدا کیا۔[2] ہم یہاں چند لوگوں کے نام درج کرتے ہیں۔

۱۔ شمس الائمہ محمد بن عبدالستار کردری (الجواہر ج ۲ صفحہ ۸۲)

۲۔ شیخ جلال الدین محمود بن الحسین استروشنی (جو الفصول الاستروشنیہ کے مؤلف مفتی محمد کے والد گرامی ہیں۔ (الفوائد البہیہ صفحہ ۷۵)

۳۔ القاضی الامام عمر بن محمود بن محمد (الجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۹۹)

۴۔ قاضی القضاۃ محمد بن علی بن عثمان سمرقندی (الجواہر جلد ۲ صفحہ ۹۴)

۵۔ امام ابوالفضائل فخر الدین المجید بن نصر وہستانی (الجواہر جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

۶۔ برہان الاسلام زرنوجی مؤلف تعلیم المتعلم (الفوائد صفحہ ۷۵، الجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۰۴)

ان تلامذہ میں علامہ مرغینانی کے صاحبزادے بھی ہیں جن کا آئندہ سطروں میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

اولاد و احفاد | علامہ مرغینانی کے صرف دو صاحبزادے تھے۔

۱۔ شیخ الاسلام نظام الدین ابوحفص عمر بن علی، اپنے والد گرامی سے تعلیم حاصل کی۔ فقہ میں خاص طور پر کمال حاصل کیا۔ اور افتاء کے منصب پر فائز ہوئے۔[3] جواہر الفقہ اور الفوائد ان ہی کی تالیفات ہیں۔

۲۔ ابوحفص محمد بن علی الملقب بہ عماد الدین یہ بھی اپنے والد سے مستفید ہوئے اور فقہ میں امتیاز پیدا کیا۔ ان کو بھی شیخ الاسلام کا رتبہ حاصل تھا۔ کتاب ادب القاضی ان ہی کی تصنیف ہے۔

شیخ عبدالقادر قرشی کی تصریح کے مطابق علامہ مرغینانی کے دو صاحبزادے تھے۔ لیکن مولانا فرنگی محلی نے از راہ سہو تیسرے صاحبزادے کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور ان کا نام اس طرح لکھا ہے۔ ابوالفتح جلال الدین محمد لیکن

---

[1] کشف الظنون نمبر ۲۳، ۱۲ عنوان علم الفقہ۔ [2] الجواہر ج ۱ ص ۳۹۴

محمد تو ان ہی صاحبزادہ کا نام ہے جو عماد الدین کے لقب سے معروف تھے[1] شیخ قاسم بن قطلوبغا نے تاج التراجم صفحہ ۱۳۶ میں ابوالفتح بن ابی بکر بن عبدالجلیل المرغینانی السمرقندی کا ذکر کیا ہے۔ لیکن حبیب کہ ان کے نسب نامہ ہی سے ظاہر ہے کہ وہ صاحبزادہ نہ تھے بلکہ صاحب ہدایہ کے برادر تھے۔ جن کا انتقال ۶۴۱ھ میں ہوا ہے۔

شیخ الاسلام برہان الدین مرغینانی کے پوتے یعنی شیخ عماد الدین محمد بن علی مرغینانی کے صاحبزادہ زین الدین عبدالرحیم، فقہ میں بڑی ممتاز حیثیت اور شہرت کے مالک تھے۔ انہوں نے "الفصول العمادیہ" جیسی مشہور کتاب لکھی۔ جس کی تکمیل شعبان ۶۵۱ھ سمرقند میں ہوئی۔ ان کی بھی کنیت ابوالفتح تھی[2]

تیمور لنگ نے جب سمرقند پر قبضہ کیا تو اس وقت مولانا عبدالملک ایک معروف فقیہ بھی حیات تھے ان کے بارہ میں ابن عرب شاہ اپنی کتاب عجائب المقدور (مطبوعہ ۱۸۶۸ء) میں لکھتا ہے کہ

"وہ مؤلف ہدایہ کی نسل سے ہیں ایک ہی وقت میں درس بھی دیتے شطرنج اور نرد کے بارے میں بتلاتے رہتے اور اشعار بھی موزوں کرتے جاتے"[3]

ان کے بعد انہی کے برادر زادہ خواجہ عبدالاول درس و تعلیم کی مسند پر پورے ماوراء النہر میں صدر نشین کی حیثیت رکھتے تھے اور جب ان کا بھی انتقال ہو گیا تو مولانا عبدالملک کے صاحبزادہ مولانا عصام الدین ماوراء النہر میں درس و تعلیم کے سب سے بڑے اور آخری مرجع کی حیثیت سے مشہور و ممتاز اور عجائب المقدور کی تالیف کے وقت حیات تھے۔

انتقال اور تدفین شیخ الاسلام برہان الدین مرغینانی کا زیادہ تر قیام سمرقند ہی میں رہا اور بالآخر انہوں نے تعلیم و تدریس، افتاء، وارشاد، تصنیف و تالیف اور ذکر و عبادت میں مصروف زندگی گذارنے کے بعد ۵۹۳ھ میں سمرقند ہی میں انتقال فرمایا جب کہ سہ شنبہ کی شب اور ذی الحجہ کی ۱۴ تاریخ تھی۔

سمرقند کے شہر ماکردین میں تربۃ المحمدین قبرستان میں ۴ سو سے زیادہ صاحب تصنیف و افتاء اور اہل علم مدفون تھے جن کا نام "محمد" تھا۔ اور ان سے لوگوں نے بڑی تعداد میں استفادہ کیا تھا۔

علامہ مرغینانی کو اسی قبرستان میں دفن کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر چونکہ وہاں دفن کرنے کے لئے نام والی شرط پوری نہ ہوتی تھی اس لئے قبرستان کے ذمہ داروں نے وہاں تدفین کی اجازت نہ دی چنانچہ علامہ مرغینانی کو اس کے قریب ہی دفن کیا گیا[4]

---

[1] الجواہر ج ۲ ص ۹۹ [2] الفوائد البہیۃ ص ۵۷ [3] عجائب المقدور فی اخبار تیمور۔ تاریخ تیموری ص ۲۶۴ [4] الجواہر ج ۱ ص ۴

پاکستان کا
نمبر
1
بائیسکل
SOHRAB
سُہراب

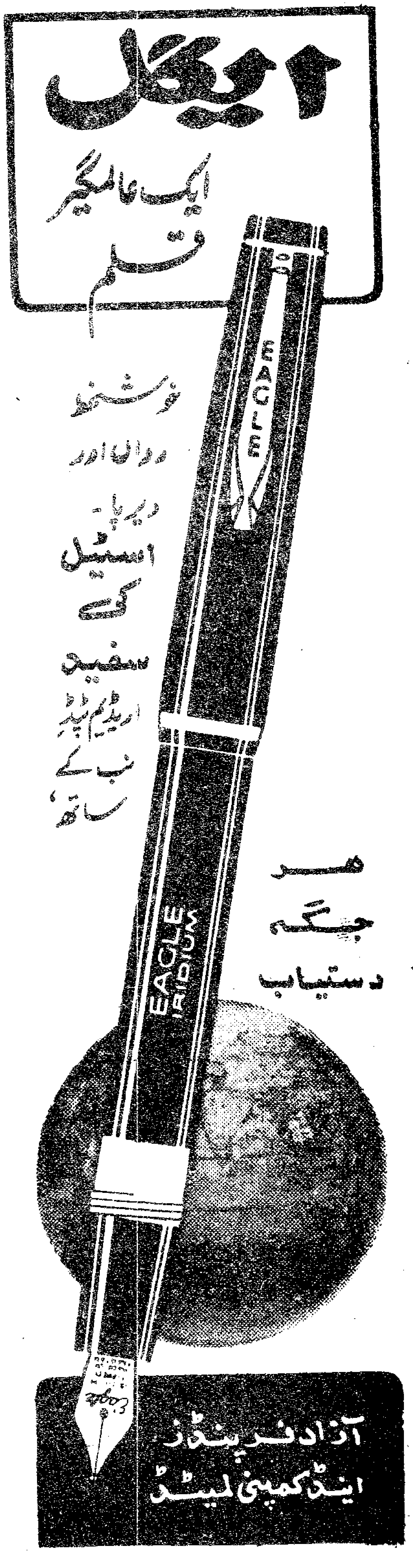
ایگل
ایک عالمگیر
قلم
خوشنما
رواں اور
دیرپا
اسٹیل
کے
سفید
اریڈیم ٹپڈ
نب کے
ساتھ،
EAGLE
EAGLE IRIDIUM
ہر
جگہ
دستیاب
آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی لمیٹڈ

دِلکش
دِلنشیں
دِلفریب
کنول لنن، صنم پاپلین
کہکشاں پرنٹس
سنگم بوسکی
کمانڈر پاپلین
پریذیڈنٹ لان
ڈبل کارڈ
سوٹنگ
حُسین
کے
پارچہ جات
حُسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں،
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں۔ خواتین ہوں یا
مرد دونوں کے ملبوسات کیلئے
موزوں۔ حُسین کے پارچہ جات،
شہر کی ہر بڑی دکان پر،
دستیاب ہیں۔
HUSEIN
FABRICS
خوش پوشی کے پیش رو
حُسین ٹیکسٹائل ملز
حُسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
کا ایک ڈویژن

يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله
حق تقته ولا تموتن
إلا وأنتم مسلمون ۝ واعتصموا
بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED